International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 01, Jan-Jun 2024
pp: 640 - 650

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

بچوں پر تشدد کے اسباب و محرکات: سماجی اور ثقافتی عوامل کا جائزہ

Causes and Motivations for Child Abuse: An Analysis of Social and Cultural Factors

Muhammad Aslam Khan
Assistant Professor, Department of Islamic studies,
The University of Lahore.
Mahmood ul Hasan
Lecturer, Department of Arabic and Islamic studies,
The University of Lahore, Pakistan
Ahsan Ilahee
BS, Islamic studies, Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of the Punjab, Lahore, Pakistan.

Abstract

The issue of child abuse and neglect is a global concern that transcends borders and cultures. Various social and cultural factors contribute to this alarming phenomenon. Children, being a vulnerable part of society, are often subjected to violence that can result in severe physical and psychological harm, or even death. This study delves into the myriad reasons behind child abuse, examining the sociocultural dynamics that perpetuate such behavior. Factors such as economic stress, lack of education, cultural norms, and insufficient legal protection play a significant role in the prevalence of child abuse. The impact of these factors is analyzed to understand how they influence the treatment of children within different societies. By identifying the root causes and motivations for child abuse, this research aims to shed light on the complex interplay of social and cultural elements that contribute to this critical issue. Ultimately, the goal is to provide insights that can inform policies and interventions to protect children and promote their well-being globally.

Keywords: Child abuse, social factors, cultural factors, violence against children, global issue.

CC BY

تعارف موضوع

بہت سی وجوہات ہیں جو بچوں کے ساتھ تشدد اور بدسلوکی کے مرتکب ہونے اور ان سے نمٹنے کا باعث بنتی ہیں۔ بچہ سماجی ماحول میں پروان چڑھتا ہے، جو مختلف عوامل پر مشتمل ہوتا ہے جو اس پر اور اس کی سماجی پرورش کو متاثر کرتے ہیں۔ بچوں کے خلاف تشدد کے اسباب اور عوامل مندرجہ ذیل ہیں جن پر زیادہ تر سماجیات کے محققین متفق ہیں۔

بچوں پر تشدد کے اسباب

بچوں پر تشدد کئی طرح سے ہوتا ہے جیسا کہ

1۔	گھریلو تشدد	2۔	جنسی تشدد
3۔	جسمانی تشدد	4۔	نفسیاتی تشدد
5۔	آن لائن تشدد	6۔	بچے کو مکمل طور پر نظر انداز کرنے کا تشدد

والدین کا غیر ذمہ دارانہ کردار

اسلامی شریعت ایک صالح اور پر امن معاشرہ کی تشکیل چاہتی ہے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ شخصی زندگی سے بین الاقوامی زندگی تک لوگوں کے حقوق و فرائض متعین کر دیئے جائیں اور انہیں اس بات کا ذمہ دار بنایا جائے کہ صرف اپنے حقوق حاصل کرنے پر نگاہ نہ دوڑائیں بلکہ اپنے اوپر آنے والے فرائض یعنی دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کے لیے کوشاں رہیں۔ چنانچہ شریعت اسلامی نے بہت ہی واضح طور پر لوگوں کو مختلف حیثیتوں سے ان پر آنے والے فرائض اور ان کو حاصل کرنے والے حقوق سے آگاہ کیا ہے۔ چنانچہ شریعت اسلامی نے اولاد پر یہ حق عائد کیا ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ بہتر سلوک کریں، ان کی خدمت کریں اور ان کو خوش رکھنے کی کوشش کریں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا﴾[1]

"ہم نے انسان کو ان کے والدین کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔"

اور کوئی کام ایسا نہ کریں جن سے ان کو تھوڑا بھی دکھ ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ﴾[2] "کہ تم ان دونوں کو اف بھی نہ کہو۔" جہاں اسلام نے اولاد پر فرض کیا ہے کہ والدین کا ادب و احترام کریں وہیں شریعت اسلامی نے والدین کے ذمہ اولاد کے حقوق رکھے ہیں کہ وہ ان کی جسمانی اور ذہنی اچھی نشو و نما کریں۔ ان کو بہتر تعلیم و تربیت سے آراستہ کریں اور ان کو اس راہ پر چلانے کی کوشش کریں جو اللہ کی خوشنودی اور رضا کی راہ ہو۔ اس کی ناراضگی اور ناپسندیدگی کی راہ نہ ہو، اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾[3] "اے ایمان والو تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔"

حدیث مصطفی ﷺ ہے: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ والد کے اپنے اولاد پر حقوق کیا ہیں۔ آپ بتادیں کہ اولاد کے والد پر کیا حقوق ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: والد اس کا اچھا نام رکھے اور اس کی تعلیم و تربیت کا اچھا انتظام کرے۔"[4]

لیکن صورت حال حد درجہ افسوس ناک ہے کہ ہمارے معاشرے میں جس طرح بہت سی اولاد اپنے والدین کے حقوق سے بے پروائی برتتی ہے اس طرح بہت سے ماں باپ بھی اولاد کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریاں صحیح طور پورا کرنے کا اہتمام نہیں کرتے ہیں اور اولاد کی تعلیم و تربیت پر توجہ نہیں دیتے جس کا نتیجہ معاشرے میں بچے طرح طرح کے مظالم کے شکار ہوتے ہیں اور بہت سے بچے والدین کی لاپرواہی کی وجہ سے تشدد کا شکار ہوتے ہیں جو کہ صحیح نہیں ہے۔ والدین کے غیر ذمہ دارانہ کردار کی وجہ سے ہی بچے نفسیاتی مسائل کا شکار ہوتے ہیں اور اس کے اسباب درج ذیل ہیں:

ا۔ بچوں کو وقت نہ دینا

بعض والدین گھر سے زیادہ تر باہر رہتے ہیں اور گھر میں بہت کم وقت دیتے ہیں۔ یا تو اس لیے کہ دن رات وہ اپنی تجارت ہی میں لگے رہتے ہیں یا اس لیے کہ تجارتی یا دوسری ضرورتوں سے زیادہ تر سفر میں ہی لگے رہتے ہیں اور اگر ان سے کہا جائے کہ گھر پہ وقت نہ دینا مناسب نہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ساری محنت تو گھر والوں ہی کے لیے کر رہا ہوں اور بعض والد ایسے بھی ہوتے ہیں جو محض لہو و لعب، سیر تماشا یا دوستوں کے ساتھ گپ شپ کے شوق میں گھر سے باہر زیادہ وقت گزارتے ہیں۔ بعض مائیں بھی ایسی ہوتی ہیں جو شاپنگ یا سہیلیوں سے ملاقات کے شوق میں کثرت سے اپنے گھر کو چھوڑ کر بازاروں اور دوسرے کے گھروں کا چکر لگاتی رہتی ہیں۔ ماں باپ کا گھر پہ وقت نہ دینا اور زیادہ تر وقت باہر گزارنا اولاد کے ضائع ہو جانے کا سبب بنتا ہے۔[5]

۲۔ بچوں سے بے جا بدگمانی رکھنا

بعض ماں باپ اولاد سے برا گمان ہی رکھتے ہیں۔ اس کی ہر بات کو بدگمانی کی عینک سے دیکھتے ہیں اور اس معاملے میں انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں کہ اولاد پر کبھی بھی یقین نہیں کرتے۔ ان کی نیتوں کے سلسلے میں ان پر تہمت لگاتے ہیں۔ اور وہ ہر وقت اور ہر معاملے میں ان سے پوچھ گچھ کرتے رہتے ہیں۔ جیسے کسی عادی مجرم کی نگرانی کر رہے ہوں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اولاد اس بے جا سختی کی وجہ سے اپنے ماں باپ سے نفرت کرنے لگتی ہے۔ ہر وقت اپنے آپ کو بے پردہ محسوس کرتی ہے اور یہ بے جا بدگمانی دھیرے دھیرے انہیں ذہنی انتشار کی طرف لے جاتا ہے۔

۳۔ غیر ضروری ڈانٹ ڈپٹ کرنا

بعض والدین اپنے بچوں پر بے جا سختی کرتے ہیں اور ان کو معمولی بات پر بھی سخت سزا یا ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں جس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ بچوں کے عام جذبات و احساسات مر جاتے ہیں۔ ان کی صلاحیتیں دم توڑ جاتی ہیں۔ اور وہ گھر کو جیل خانہ تصور کرتے لگتے ہیں۔ ایسے بچے والدین سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور ان سے دور رہنے میں ہی عافیت محسوس کرتے ہیں۔ بعض والدین تو اس قدر سخت مزاج ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ انتہائی سخت قدم اٹھانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ چند سال پہلی سعودی عرب کے ایک عربی روزنامہ میں ایسے ہی والد کا ظالمانہ رویہ پڑھنے کو ملا "کہ کسی سعودی نے نئی لینڈ کروزر خریدی، چند دن بعد فیملی کو پکنک پر لے گیا اس دوران سب سے چھوٹے بیٹے نے جس کی عمر بمشکل ساڑھے تین یا چار سال تھی، گاڑی کی سیٹ کو چھری سے پھاڑ ڈالا۔ باپ یہ دیکھ کر آگ بگولہ ہو گیا اور بچے کو شدید مارا اور گھر آکر بچے کو چھت والے پنکھے سے لٹکا دیا اور بد بخت باپ نے کئی گھنٹوں تک بچے کو اسی حالت میں رکھا۔ جب بچے کو نیچے اتارا تو اس کے دونوں بازو کام کرنا چھوڑ گئے۔ بچے کو ہسپتال لایا گیا تو ڈاکٹر نے کہا کہ بچے کے ہاتھ شیل ہو گئے ہیں اور انہیں کاٹنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ عین اسی وقت جب آپریشن تھیٹر میں بچے کا آپریشن ہو رہا تھا باپ اسی پنکھے کے ساتھ رسی جھول گیا اور یوں ہنستا بستا گھر ماتم کدہ میں تبدیل ہو گیا۔"(6)

۴۔ بچوں کو نوکروں اور خادماؤں کے سپرد کر دینا

بچوں پر جسمانی تشدد کے بہت سے ایسے واقعات سامنے آئے ہیں۔ جس میں بچوں پر تشدد نوکروں اور آیا کے ذریعے کیا گیا ہے۔ بعض والدین اپنے بچوں کو نوکروں، خادماؤں اور ڈرائیوروں کے سپرد کر کے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگرچہ ان لوگوں کا تعاون حاصل کرنا بعض دفعہ مجبوری ہو سکتی ہے مگر بچوں کو اپنی محبت سے محروم کر دینا عقلمندی نہیں جو حقیقی پیار، محبت، مودت، عاطفیت اور شفقت ماں باپ کی آغوش میں اولاد کو مل سکتی ہے وہ پرائے ہاتھوں کہاں ہے۔ موجودہ دور میں بچوں کے ساتھ جسمانی یا جنسی تشدد کے جتنے بھی واقعات سامنے آئے ہیں ان میں سے اکثر وہ لوگ شامل ہیں جو کہ نوکر یا آیا وغیرہ ہیں۔

ایک رپورٹ کے مطابق

> "خوشحال گھرانوں یا ملازمت پیشہ خواتین کی بیشتر تعداد بچوں کو آیا اور ملازموں کے حوالے کر دیتی ہیں۔ بچوں سے نالاں رہنے والے ملازمین، والدین کی غیر موجودگی میں ان سے نامناسب رویہ اپنانا شروع کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر والدین کی عدم موجودگی میں انہیں مارنا پیٹنا اور زبردستی کھانا کھلانا۔ اسی طرح کی ویڈیوز انٹرنیٹ پر وائرل بھی ہوتی رہتی ہیں۔ حال ہی میں انٹرنیٹ پر موجود ایک

6 سے 8 ماہ کے بچے کی ویڈیو نے دل دہلا دیا۔ جس میں ملازمہ بچے کے رونے پر اسے مستقل تھپڑ رسید کر رہی تھی۔"[7]

۵۔ماں باپ کے آپسی جھگڑے

لڑائی، جھگڑے، اختلافات اور مسلسل کشمکش اور تناؤ سے بھرا ماحول بچے کو اس کی زندگی میں سکون و اطمینان مہیا کرنے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ ماں باپ کے آپسی جھگڑوں کا بچوں پر شدید گہرا اثر ہوتا ہے۔ ماں باپ کے جھگڑوں کی وجہ سے بچے ہر وقت سہمے سہمے رہتے ہیں اور اس وجہ سے ان کی ذہنی نشو و نما رک جاتی ہے۔ عدم برداشت، معاشی بدحالی، ذاتی انا اور روزمرہ کے تنازعات کے سبب میاں بیوی میں علیحدگی کے باعث نقصان صرف اور صرف معصوم بچوں کو ہی اٹھانا پڑتا ہے۔ ذہنی انتشار کا شکار ہونے کی وجہ سے بچے تعلیمی میدان میں بھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوتے۔[8]

۶۔گھر میں اسلامی ماحول کا نہ ہونا

بعض ماں باپ بچوں کی تعلیم کی فکر تو کرتے ہیں لیکن ان کی ساری فکر ایسی تعلیم کے ارد گرد گھومتی ہے جس سے چند روپے حاصل ہو سکیں اور بس دین کی اتنی تعلیم بھی انہیں دلانے کی توفیق نہیں ہوتی۔ جس سے بچے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پہچان جائیں۔ بنیادی اعمال مثلاً: نماز، روزہ وغیرہ کے طریقہ سے واقف ہو جائیں۔ روزمرہ پیش آنے والی چیزوں میں حلال و حرام کے مسائل سے آگاہ ہو جائیں۔ اس بے توجہی کی وجہ سے بچوں کے دل میں دین کی عظمت اور اپنی دینی پہچان پیدا نہیں ہو پاتی ہے۔ بچوں کو فرائض و واجبات کی ادائیگی کا خیال بھی نہیں آتا ہے اور وہ آخرت کی تباہی اور ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کی ناکامی کے راستے پر چل پڑتے ہیں۔

۷۔بچے کی تذلیل و تحقیر کرنا

جس بچے کو مخصوص طرز عمل کو اختیار کرنے یا اسے چھوڑ دینے یا اسے معذرت و معافی طلب کرنے یا خاموشی اختیار کرنے کا حکم دیا جائے اور اس کے سامنے ان امور کے اسباب و علل کی تشریح بھی نہ کی جائے اور نہ ان پابندیوں کے جواز کی توجیہ کی جائے تو اس طریقے سے یہ بچہ اکثر اوقات تشدد اور بے دردی پر مبنی تربیت کا مطیع بن جائے گا۔ بچوں کی اگر انسان خود تحقیر کرے گا تو وہ بچے دوسروں کی نگاہ میں کبھی بھی باعزت نہیں ہو سکتے۔[9]

۸۔اولاد کے سامنے غلط کاموں کا ارتکاب کرنا

بعض ماں باپ قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتے، اولاد کے سامنے گانے سنتے ہیں، بیہودہ فلمیں دیکھتے ہیں، ٹی وی سیریلوں کے لیے ٹی وی سے چمٹے رہتے ہیں۔ بعض والد داڑھی مونڈاتے ہیں اور بعض والدہ بے پردہ لباس پہنتی ہیں اور بازاروں میں

چکر لگاتی ہیں۔ یہ ساری باتیں اولاد کے لیے برا آئیڈیل بنتی ہیں۔ اور بعض والدین ایسے رسائل اور میگزین گھر میں لاتے ہیں جن میں بیہودہ کہانیاں، فحش اور عریاں تصاویر ہوتی ہیں۔ بعض حیا سوز مناظر والی سی ڈیز گھر میں لاتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں اولاد کے لیے تباہی و بربادی کا باعث بنتی ہیں۔ (10)

۹۔ اساتذہ کا غیر ذمہ دارانہ کردار

بچوں کی تربیت میں والدین کے ساتھ اساتذہ کا بھی اہم کردار ہوتا ہے۔ اساتذہ کسی بھی قوم کا مستقبل اور مشعل راہ ہوتے ہیں۔ استاد کو روحانی ماں باپ کا درجہ اسی لیے دیا گیا ہے کیوں کہ اگر والدین بچے کی ظاہر شخصیت کو سنوارتے ہیں تو استاد ان کے باطن کو سنوارتے ہیں۔ استاد اپنے طلبہ کے لیے رول ماڈل ہوتا ہے۔ لفظ "معلم" کہنے کو تو چار لفظوں کا مجموعہ ہے لیکن یہ اپنے اندر پورے معاشرے کی بھاگ دوڑ سنبھالے ہوئے ہے۔ اس ایک شخصیت میں معاشرے کی تنزلی و ترقی پنہاں ہے۔ معلم کی حیثیت ایک رہنما کی سی ہے۔ معلم کو جو مقام ہمارے مذہب اسلام نے دیا ہے شاید ہی وہ کسی اور مذہب میں دیا گیا ہو۔ اسلام نے معلمی کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۚ﴾ (11)

"جس کو حکمت دی گئی اس کو خیر کثیر دی گئی ہے۔"

اسی طرح دوسری آیت مبارکہ میں ہے:

﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۚ﴾ (12)

"اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء پر ہی اس کی خشیت طاری ہوتی ہے۔"

اساتذہ (علماء) کے فضائل از روئے حدیث

احادیث نبویہ میں علماء کے جو فضائل بیان ہوئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

((فَضْلُ العَالِمِ عَلَى العَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ)) (13)

"عالم پر عابد کی فضیلت ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے سب سے ادنیٰ پر۔"

((وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ)) (14)

"اور بے شک عالم نبیوں کے وارث ہیں۔"

ایک معلم کئی نسلوں کی تربیت کرتا ہے۔ معاشرے کا شر و فساد اور خیر و بھلائی، اطمینان و سکون اور لڑائی جھگڑا ایک استاد پر ہی موقوف ہوتا ہے۔ اگر اساتذہ اپنے طلباء و طالبات کو دین و اخلاق کی طرف متوجہ کرے گا تو واقعی ایک معاشرہ سدھر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچازاد بھائی حضرت علیؓ سے فرمایا:

(وَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِهُدَاكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ) (15)

”اے علی! اللہ کی قسم تیرے ذریعے اللہ تعالیٰ کا کسی ایک بندے کو ہدایت دینا تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔“

مندرجہ بالا آیات مبارکہ اور احادیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام نے استاد کو بہت اعلیٰ مقام دیا ہے۔ لیکن جب کوئی معلم اپنی ذمہ داری اور فرض سے منہ موڑ لے، اپنے طلبہ کو انحراف کی طرف متوجہ کرے، پستی و تنزلی اور بدکرداری کی طرف ان کی راہنمائی کرے تو طلباء بھی بدبخت اور معلم بھی بدبخت قرار پاتا ہے اور سب کا گناہ و بوجھ معلم کے سر پر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔

جیساکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ))[16]

”تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔“

اس حدیث کے مطابق معلم ایک مدرسے میں نگہبان اور طلباء کا رکھوالا ہوتا ہے اور اس سے اُس کے طلباء کے متعلق یقیناً سوال کیا جائے گا۔ حضرت انسؓ کا ارشاد ہے: ”مجھے معلوم ہوا ہے کہ قیامت کے دن علماء سے اشاعت علم کے بارے میں اسی طرح سوال ہوگا جس طرح انبیاء سے تبلیغ رسالت کے بارے میں۔“[17]

مگر افسوس آج کل کے بعض اساتذہ اپنا مقصد بھول گئے ہیں۔ اب ہمارے تعلیمی ادارے پیسوں کے لالچ میں بچوں کی زندگی سے کھیلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ بعض اساتذہ اپنے فرائض سے غافل اپنے ذاتی مفاد اور لالچ میں غرق قوم کے مستقبل کو تباہ کرنے میں اپنا گھناؤنا کردار ادا کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ تعلیمی اداروں میں بھی بچے تشدد کا شکار بن رہے ہیں۔ یہاں تک کہ معصوم بچوں سے شفقت اور پیار و محبت کو پس پشت ڈالتے ہوئے بچوں کو مار پیٹ اور عمر بھر کے لیے ان کے مختلف اعضاء سے محروم کر دینا، انہیں سخت گالیاں دینا اور ان کی عزت نفس کو مجروح کرنا ان کا روزمرہ کا معمول بن گیا ہے۔ سرکاری اسکولوں کے معیار تعلیم اور اساتذہ کی سوچ اور فکر کا محدود ہونا اور بچوں ظلم اور جسمانی تشدد معاشرے میں شرح تعلیم کا زوال ہے۔ اساتذہ کے غیر ذمہ دارانہ کردار کے اسباب درج ذیل ہیں:

اساتذہ کی ناموزوں اور غیر متوازن شخصیت

طلبہ کی تعلیم و تربیت میں معلم کی اپنی شخصیت سب سے اہم ہوتی ہے۔ طلبہ شعوری یا غیر شعوری طور پر ان سے متاثر ہوتے ہیں۔ اساتذہ طلبہ کو جو بھی بتاتے ہیں بچے اس پر مکمل یقین کرتے ہیں۔ اگر معلم کی شخصیت تضاد پر مبنی ہو اور گفتگو غیر مہذب ہو اور ہر وقت طلبہ سے سخت رویہ اپنائے تو پھر طلبہ میں اعلیٰ اقدار اور سیرت کی تعمیر و تشکیل نہیں ہو پائیں گے۔

آج کے دور میں اساتذہ کی اکثریت بچوں کی تعلیم و تربیت میں اپنا کردار ادا نہیں کر رہے۔ اساتذہ کی باہمی چپقلش کی وبا تعلیمی اداروں میں عام ہے اور اس کے منفی اثرات تعلیم کو بری طرح متاثر کر رہے ہیں۔[18]

استاد کی شخصیت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے عبد الحئ علوی لکھتے ہیں:

"طلبہ کی جذباتی زندگی میں معلمین کا خاص دخل ہے وہ چاہیں تو ان کے جذبات سنوار سکتے ہیں اور چاہیں تو انہیں بربادی کے گڑھے کی طرف لے جاسکتے ہیں۔ وہ انہیں پر امید اور دیر پا بنا سکتے ہیں اور ڈرپوک بھی اور عاجز بھی وہ چاہیں تو ان میں تحصیل علم کا شوق بھی پیدا کر سکتے ہیں۔"[19]

کردار سازی کا فقدان

بچوں کی کردار سازی میں اور شخصیت کے ارتقاء میں معلم کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ ایک اچھا استاد اپنے شاگردوں کی کردار سازی کے لیے ہمہ وقت فکر مند رہتا ہے۔ اپنے طلبہ کے دلوں سے کدورتوں، آلودگیوں اور تمام آلائشوں کو دور کرتے ہوئے اس کو ایمان، خوف خدا، اتباع سنت اور آخرت کی جواب دہی کے احساس سے معمور کرتا ہے اور خود بھی تقویٰ و پرہیز گاری کو اختیار کرتا ہے۔ لیکن افسوس آج کل کے اکثر اساتذہ نے معلمی کا پیشہ صرف ذریعہ معاش بنا رکھا ہے اور طلبہ کی کردار سازی کی طرف کسی کا دھیان نہیں۔ جس کا نتیجہ پڑھے لکھے طلبہ میں اخلاقی انحطاط کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ موجودہ نظام تعلیم نے بچوں کی کردار سازی کے نہایت اہم اور بنیادی کام کو کلیتاً پس پشت ڈال دیا ہے۔ اسکولوں اور کالجوں میں محض خالی چند اصول تورٹا دیئے جاتے ہیں لیکن ایک صحت مند اخلاقی اور حیات بخش فضا میں طالب علم کو اخلاقی بگاڑ پیدا کرنے والے ان گنت خطرات کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

بچوں کو سخت سزائیں دینا

کامیاب معلم جسمانی اور مادی سزاؤں سے پرہیز کرتا ہے۔ کیونکہ ان میں جس طرح طالب علم کی شخصیت خطرات کا شکار ہوتی ہے اسی طرح استاد بھی کئی ایک خطرات میں گر جاتا ہے۔ موجودہ دور میں ایسے اساتذہ کثرت تعداد میں پائے جاتے ہیں جو کہ بچوں کو سخت سے سخت سزائیں دیتے ہیں اور ان پہ تشدد کرتے ہیں۔ وہ سزائیں درج ذیل ہیں۔

پاؤں سے ٹھوکر لگانا

بعض اساتذہ سزا دیتے وقت بچوں کو پاؤں سے بوٹوں کے ساتھ ٹھوکریں لگا لگا کر مارتے ہیں جس طرح فٹ بال کو ٹھوکر لگاتے ہیں۔ اور بسا اوقات پاؤں کسی ایسی نازک جگہ پر لگتا ہے جو طالب علم کی زندگی ضائع کر دیتا ہے اور وہ ذمہ دار ٹھہرتا ہے اور پھر یہ بھی سوچنا چاہیے کہ انسان کو لات مارنا اور ٹھوکریں لگانا اس کے شایان شان نہیں، یہ انسانیت کی رسوائی ہے۔[20]

بے جا سختی اور سنگدلی

جو شخص مارنے میں سنگدلی کا مظاہرہ کرے وہ طلباء میں ظالم یا سنگدل کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور وہ آپس میں کہتے ہیں کہ فلاں استاد ظالم ہے۔ اس کو ظلم و سنگدلی کے بعد ندامت کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ اور ایسے بے شمار واقعات سامنے آتے ہیں جیسا کہ تعلیمی درسگاہوں میں بچوں کے کان پر تھپڑ مار کر ان کے کانوں کے پردے پھاڑ دینا، ہاتھوں پر ڈنڈے مار کر ان کے ہاتھوں اور انگلیوں کو توڑ دینے کے واقعات، سر میں ڈنڈا مار کر سر پھاڑ دینے کے واقعات، ناک کی ہڈی توڑ دینے اور ٹانگوں کی ہڈیاں توڑ دینے کے واقعات۔ یہ ایسے شرمناک اور قبیح واقعات ہیں جن کو سن کر ہمارے سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔ اسلامی معاشرے میں ایسے اساتذہ بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔[21]

ایک حقیقی رپورٹ میں بتایا گیا ہے:

"2017 میں ایک واقعہ رپورٹ ہوا کہ گلگت بلتستان کے ضلع میں ایک 11 سالہ بچی سرکاری اسکول کی خاتون استاد کے مبینہ تشدد سے جاں بحق ہو گئی۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس (ایس پی) غذر فیصل ظہور نے میڈیا کے نمائندوں کو بتایا کہ شیر قلع سے تعلق رکھنے والی مذکورہ بچی کے والدین نے گاہکوچ ویمن پولیس اسٹیشن میں درخواست جمع کروائی کہ جس میں موقف اختیار کیا گیا کہ ان کی بیٹی اپنی ٹیچر کے تشدد کی وجہ سے جاں بحق ہوئی۔ والدین نے الزام عائد کیا کہ ان کی بیٹی کو اسکول ٹیچر نے کلاس کے دوران لوہے کی سلاخ سے مارا جس سے بچی کی ٹانگوں کی ہڈیوں میں انفیکشن ہو گیا۔ بچی کو نجی ہسپتال لایا گیا تو 12 جون 2017 کی صبح کو بچی کا انتقال ہو گیا۔"[22]

بچوں سے بد کلامی

استاد کو چاہیے کہ سزا کے لیے ایسے الفاظ استعمال نہ کرے جو دلوں میں تیر کی طرح چبھنے والے ہوں اور نفرت و انحراف کا باعث بنیں اور بسا اوقات استاد کا متنفر کیا ہوا طالب علم مستقبل میں معاشرے کا گھناؤنا مجرم بن کر سامنے آتا ہے۔ اسی طرح جب استاد کسی طالب علم کو خبیث، لعنتی، مغضوب، بے ایمان، پلید وغیرہ کے الفاظ سے مخاطب کرتے ہیں جن سے طالب علم کا شعور بری طرح مجروح اور روح زخمی ہوتی ہے۔ اور یہ الفاظ بچوں کی شخصیت پر برا اثر کرتے ہیں۔ آج کل کے اساتذہ کا تو معمول بن گیا ہے کہ بچوں کے ساتھ بد کلامی کرنا، ان کو مادر زاد گالیاں دینا وغیرہ۔

خلاصہ

بچوں کے خلاف تشدد کا رجحان ان خطرناک سماجی مظاہر میں شامل ہے، جو بچوں کی موت کا باعث بنتا ہے۔ بچے کی زندگی کو نقصان پہنچانا، جو معاشرے کے عمل کے لیے مختلف حوالوں سے بہت بڑا خطرہ بنتا ہے، کیونکہ اس کا نوجوان نسل یا بچوں پر منفی اثر پڑتا ہے، کیونکہ وہ معاشرے کا ایک اہم حصہ ہیں۔ بچوں کے خلاف تشدد کا جرم ایک بین الاقوامی رجحان ہے، جو کسی مخصوص ملک تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس میں شامل ہے بہت سے مختلف ممالک، جن کی تصویریں اور نمونے اس رجحان

کے بارے میں ان کے نقطہ نظر اور انسانی اور بچوں کے حقوق کے احترام کی حد کے مطابق، اور ان کی دشمنی، روایات، ثقافت، اور اس میں نافذ مجرمانہ قانون سازی کے مطابق ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ میدان، بشمول بچوں کا جنسی استحصال، بچے کے ساتھ ناروا سلوک اور اس کے ساتھ نمٹنے میں طاقت کا استعمال اور اسے اس کی بنیادی ضروریات سے محروم کرنا، اس کی توہین اور توہین کرنا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات (References)

(1) الاحقاف ۱۵:۴۶

(2) الاسراء ۱۷:۲۳

(3) التحریم ۶۶:۶

(4) بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ، سنن بیہقی، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ

(5) قاسمی، محمد رضی الرحمٰن، اولاد کی تربیت (کوتاہیاں اور رہنما اصول)، مدرسہ حسینیہ تعلیم الاسلام گیاری، پوسٹ بیرول، ضلع دربھنگہ (بہار)، ۲۰۲۰ء، ص ۳۶

(6) محمد گوہر، ڈاکٹر، بچوں کی تربیت میں والدین کی ذمہ داریاں، ۱۱ مارچ ۲۰۲۱ء، روزنامہ تاثیر، https://tasir.com/2026

(7) رابعہ شیخ، بچوں کی تربیت و حفاظت، میگزینز، خواتین کا جنگ، ۲۰ ستمبر ۲۰۱۹ https://jang.com.pk/news/681584

(8) کامران مغل، ماں باپ کے جھگڑوں کا خمیازہ بچوں کو ہی بھگتنا پڑتا ہے، روزنامہ پاکستان، ۲۲ دسمبر ۲۰۱۷ء https://dailypakistan.com.pk

(9) یاسر نصیر، ڈاکٹر، ہمارے بچے ہم سے کیا چاہتے ہیں، مکتبہ، بیت السلام، لاہور، الریاض، سن ندارد، ص ۱۷۳

(10) اولاد کی تربیت (کوتاہیاں اور رہنما اصول)، ص ۳۸

(11) البقرہ ۲:۲۶۹

(12) الفاطر ۳۵:۲۸

(13) ترمذی، امام حافظ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، مکتبہ بیت الاسلام، ۲۰۱۶ء، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة، رقم الحدیث: ۵۸۳

(14) الجستانی، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، دار السلام، کراچی، سن ندارد، کتاب العلم، رقم الحدیث: ۳۶۴۱

(15) جھنڈا نگر، عبد الرؤف رحمانی، مولانا، العلم والعماء، ندوۃ المحدثین، گوجرانوالہ، سن ندارد، ص ۹۵

(16) صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۸۴۴

(17) اندلسی، علامہ ابن عبد البر، جامع البیان العلم وفضلہ، ادارہ اسلامیات، لاہور، سن ندارد، ص ۹۵

(18) مسرت جبین، تعلیم ضیاع میں استاد کا کردار، افکار معلم، اکتوبر ۱۹۹۴ء، ص ۴۰

(19) عبدالحئ علوی، تعلیمی نفسیات، ص ۱۸۰

(20) زینو، فضیلۃ الشیخ محمد بن جمیل، بچوں کی تعلیم و تربیت (والدین اور اساتذہ کی ذمہ داریاں)، محمد سمیع اللہ، سن ندارد، ص ۱۹۳

(21) بخاری، سید انس، تعلیم اداروں میں اساتذہ کا ظالمانہ اور متشددانہ رویہ اور اس کے اثرات، ہماری ویب https://hmariweb.com/articles.123805

(22) استاد کے مبینہ تشدد سے ۱۱ سالہ بچی جاں بحق، ڈان نیوز، ۱۳ جون ۲۰۱۷ https://www.dawnnews.tv.news/1059579